

مباحث ہجرت مدینہ کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (تاریخ ابن عساکر و تاریخ ابن کثیر کے تناظر میں)

Research and Analytical Study of Migration to Medina
(In the context of Tarikh Ibn Asakir and Tarikh Ibn Kathir)

Hafiz Muhammad Adnan Hamid

Ph.d Scholar Islamic Studies, The University of Faisalabad.

Email: adnan.owasi92@gmail.com

Prof. Dr. Matloob Ahmad

Head, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad.

Email: dr.matloobahmad906@gmail.com

Received on: 04-07-2023

Accepted on: 06-08-2023

Abstract

The Golden Chapter of Sirat-ul-Nabi, which created a revolution in the Islamic world, this great aspect of Sirat-ul-Nabi is called Hijra Madinah. After the declaration of Prophethood, the same people of Makkah, who called you righteous and Amin, became enemies of your life. The introduction of Islam was the most difficult period because the atmosphere of Makkah was narrowed for those who accepted Islam. The Companions were given all sorts of hardships and sufferings, even the people of Islam, especially the Prophet's family, had to bear the siege of Abu Talib for three years. In view of these sufferings, the Companions migrated to Abyssinia twice. Finally, along with these sufferings, along with the establishment of the Islamic state, the spread of Islam to every corner of the world, and the formation of Islamic laws, Allah ordered the Hijra in the 13 Prophets, in which the Prophet and his companions participated, and in Madinah. The first Islamic state was established from where the message of Islam was sent to the whole world while running the affairs of the state. Ahl - Sirat and historians have written a lot about the migration of Madinah. In this article, a research and analytical study of the history of Ibn Asakir and the discussion of disbelief and migration is presented.

Keywords: Migration, Madina, Analytical Study, Islamic world, Islamic state.

ہجرت مدینہ نبی کریم ﷺ کی سیرت کا ایک اہم پہلو ہے، جس نے اسلامی تاریخ میں انقلاب برپا کر دیا۔ ابتدائے اسلام سے ہی مشرکین مکہ، پیغمبر اسلام اور فرزندان اسلام کے دشمن ہو گئے، اور روز بروز نئے نئے انداز میں اذیتیں دینے لگے۔ ابتدائی تیرہ سالہ دور انتہائی تکلیف دہ دور تھا، جس میں نبی کریم ﷺ اور وفاداران اسلام نے مالی اور جانی تکالیف کو برداشت کیا، جس میں سب سے اذیت ناک موڑ شعب ابی طالب ہے، ان تکالیف کے سبب اور اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کے قیام کیلئے نبی کریم ﷺ کو اللہ پاک نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کا حکم دیا۔ یہ اسلام کی فیصلہ کن ہجرت تھی، جو کہ خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی، جبکہ اس پہلے

صحابہ کرام علیہم الرضوان دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت فرما چکے تھے۔ تیرہ نبوی میں ہجرت مدینہ کا حکم آنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور خود حکم الہی کا انتظار کرنے لگے۔

مباحث ہجرت اور تاریخ ابن عساکر

ہجرت مدینہ سے متعلق امام ابن عساکر نے اپنی کتاب کے سیرت النبی ﷺ والے حصہ میں اس بارے کوئی مستقل بحث کو ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ مختلف احداث میں اس کے متعلق کچھ واقعات ملتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

• ہاجر رسول اللہ ﷺ مع ابی بکر (رسول اللہ ﷺ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کرنا)

ہجرت مدینہ کی اجازت کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روک دیا تھا کہ اللہ کے حکم کا انتظار کریں اور اذن الہی کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے وقت سفر کا آغاز کیا، اور صدیق اکبر کے غلام عامر بن فہیرہ آپ لوگوں کے ساتھ تھا، عبد اللہ بن اریقہ راستے کی نشاندہی کیلئے مقرر تھا اس سفر کیلئے سیدنا ابی بکر صدیق نے سواری کا بھی انتظام کیا ہوا تھا، وہ جو دو اونٹنیاں عامر بن فہیرہ لے کر آئے تھے۔

نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آغاز سفر کو امام ابن عساکر نے یوں بیان کیا ہے:

"لما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في الهجرة ومعه أبو بكر الصديق وعامر بن فهيرة مولى أبي بكر وابن أريقط يدلهم على الطريق." (۱)

"جب رسول اللہ ﷺ ہجرت پر روانہ ہوئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ ساتھ تھے اور ابن اریقہ رضی اللہ عنہ نے راستہ دکھانے والے (ماہر راہ) تھے۔"

یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی ذات کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان اور مال بھی ہجرت کے سفر میں خدمت میں لگے ہوئے تھے۔

انام علیا علی فراش رسول اللہ ﷺ فی لیلة الهجرة (رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر ہجرت کی رات حضرت علی کا آرام فرمانا)

ہجرت کی رات نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے بستر پر لٹاتے ہوئے فرمایا کہ یہ امانتیں فلاں فلاں لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ آجانا وہاں ملاقات ہوگی، حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم کی تعمیل میں بستر پر لیٹ گئے، اگلی صبح کفار قریش نے جب بستر نبوی سے حضرت علی کو بیدار ہوتے دیکھا تو نبی کریم ﷺ کو طلب کرنے لگے، اور نہ بتانے پر تکالیف کی دھمکیاں دینے پر جب اتر آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دلیرانہ جواب کے اعزاز میں اللہ پاک نے قرآن مجید کی آیت نازل فرمائی۔

اس واقعہ کو امام ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احوال کے تناظر میں ذکر کیا ہے، جو کہ ہجرت کی بحث سے متعلق ہے۔

"عن عبد الله بن عباس أنه سمعه يقول "أنا رسول الله ﷺ علياً علي فراشه ليلة انطلق إلى الغار وباتت قریش تنظر علياً"

وجعلوا یرمونه فلما أصبحوا إذا هم بعلى فقالوا أين محمد قال لا علم لی به فقالوا قد أنکرنا تضرک کنا نرعى محمدا فلا يتضرر

وأنت تضرر وفيه نزلت هذه الآية، (۲) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ (۳)

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رات اپنے بستر پر سلا یا اور غار کی طرف چل پڑے، اور قریش نے حضرت علی پر نظر رکھتے ہوئے رات گزاری، تو جب صبح ہوئی انہوں نے علی کو بستر پر پایا، تو کفار نے کہا محمد ﷺ کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں ہے، تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کے نقصان سے انکار کیا، ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنا تھا، لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا، اور آپ کو نقصان پہنچائیں گئے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: "اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے، اللہ کی مرضی چاہنے میں۔"

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ پاک نبی پاک ﷺ کا خود محافظ ہے، کہ جس وجہ سے نبی پاک ﷺ کفار کے حصار سے بحفاظت نکل گئے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ کفار مکہ کے ارادہ کے متعلق اللہ پاک نے اپنے نبی کو آگاہ کر دیا تھا۔ یہ واقعہ حضرت علی کے کمال ایمان کو ظاہر کرتا ہے، اور بستر رسول پر لیٹ جانا خالص رضائے الہی اور اتباع رسول کیلئے تھا۔

عاش رسول اللہ ﷺ عشاء یام فی الغار (رسول اللہ ﷺ کا غار ثور میں تین دن گزارنا)

(اسماء بنت ابی بکر کا ہجرت مدینہ کے ایام میں کھانا لے کر آنا)

ہجرت مدینہ کے وقت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر والے بھی خدمات سرانجام دے رہے تھے، اس ضمن میں کتب سیر میں موجود ہے، کہ مکہ سے سفر کی ابتداء کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے تین دن غار ثور میں گزارے۔ جہاں تک کھانے پہنچانے کی ذمہ داری حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سرانجام دیتی رہیں۔ جس کو امام ابن عساکر نے یوں ذکر کیا ہے:

"عن هشام بن عروة عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر قالت كنت أحمل الطعام إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي وهما في الغار۔" (۴)

"اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد کے پاس کھانا لے کر جاتی تھی جب وہ غار میں تھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ ایام غار ثور میں گزارے، ان ایام میں اسماء بنت ابی بکر خدمت میں لگی رہیں، جو ان کو اس خدمت کی وجہ سے انہیں باقی صحابیات سے ممتاز کر دیتی ہے۔

اس حوالے سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی دیگر خدمات جو کہ ہجرت کے حوالے سے مذکور ملی تھیں، ان کو امام ابن عساکر نے ذکر نہیں کیا، جیسا کہ آپ کا لقب "ذَاتُ الْبَطْنَيْنِ" آپ نے آغاز کے وقت سامان کو اپنے دو بچے کے دو ٹکڑے کر کے باندھا تھا، (۵) جس وجہ سے آپ کا لقب ہی "ذَاتُ الْبَطْنَيْنِ" پڑ گیا۔

شرب اللبن فی بیت ام معبد (نبی پاک ﷺ کا ام معبد کے گھر دودھ نوش فرمانا)

دوران سفر ہجرت غار ثور سے نکلنے کے بعد نبی کریم ﷺ کا مقام قدید کے قریب ام معبد کے گھر کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ ایک ضعیفہ خاتون تھیں، جو مسافروں کو کھلاتی پلاتی تھیں، نبی کریم ﷺ نے اس خاتون سے کچھ طلب کیا تو اس کے پاس کچھ موجود نہ تھا، تو نبی کریم ﷺ نے دودھ کے بارے میں دریافت کیا، تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے پاس بکری ہے لیکن اس کے تھن خشک ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اس کا دودھ دھولیں، تو اس نے اجازت دی آپ نے اس بکری سے دودھ دھو کر خود اپنے اصحاب اور ام معبد کو دیا۔ اس واقعہ کو امام ابن عساکر نے اپنی کتاب میں "صفۃ النبوی" کے تحت ذکر کیا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے:

"عن أبي معبد الخزاعي فروا بخيمتي أم معبد الخزاعية وكانت امرأة برزة جلدة تختبي وتجلس بفناء الخيمة وتطعم وتسقي فسألوها لحماً أو تمر فلم يصيبوا عندها شيئاً من ذلك وإن القوم مرملون فقالت لو كان عندنا شيئاً ما أعوزكم القرى فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى شاة في كسر خيمتها فقال ما هذه الشاة يا أم معبد قالت شاة خلفها الجهد عن الغنم فقال هل لها من لبن قالت هي أجهد من ذلك فقال أتأذنين أن أحلبها قالت نعم بأبي أنت وأمي إن رأيت لها حلباً أحلبها فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالشاة فجاءت فمسح على ظهرها وضرعها وذكر اسم الله تعالى فقال اللهم بارك في شاتها فتفاجت ودرت واجترت فدعا بإناء لها يربض الرهط فحلب فيها ثجاً حتى علاه البهاء فسقاها فشربت حتى رويت ثم حلب وأسقى أصحابه فشربوا حتى رويوا وشرب آخرهم۔" (۶)

" رسول اللہ ﷺ جب ام معبد کے خیمے کے پاس پہنچے تو وہ اپنے خیمے کے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں۔ سرکار ﷺ نے اس سے دریافت کیا "آپ کے پاس اگر دودھ گوشت یا کھجوریں ہیں تو ہمیں دے دو ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔" انہوں نے کہا: واللہ! اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ہم آپ ﷺ کی ضیافت میں ہر گز کمی نہ کرتے۔" اس دوران ہی سرکار ﷺ نے اس کی نگاہ پاک ایک نحیف سی بکری پر پڑی۔ پوچھا "ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟" کہنے لگیں "یہ بے چاری اپنی لاغری اور کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لیے نہیں جاسکتی۔" سرکار ﷺ نے پوچھا "یہ کچھ دودھ دے سکتی ہے؟" انہوں نے کہا "یہ کمزور ہے۔ اگر آپ ﷺ کو اس میں کچھ دودھ مل جائے تو ضرور دھولیں،" رسول کریم ﷺ نے بکری کو طلب فرمایا۔ پھر اس پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ کا نام لیا اور دعا فرمائی "یا اللہ! اس عورت کی بکریوں میں برکت دے۔" اللہ کا نام لے کر دودھ دوہنا شروع کیا۔ اور دودھ کی دھاریں اس کے تھنوں سے بہہ نکلیں۔ سرکار ﷺ نے ایک بڑا برتن منگوا دیا۔ یہاں تک کہ سب ساتھیوں نے سیر ہو کر دودھ پیا، ام معبد کو بھی پلایا، حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گئیں۔ آخر میں سرکار ﷺ نے خود دودھ پیا اور فرمایا

اس واقعہ سے نبی کریم ﷺ کی دست مبارکہ کی برکت کا ذکر ملتا ہے، کہ اس بکری کے خشک تھنوں میں اللہ تعالیٰ نے دودھ عطا فرمادیا۔ اس سے نبی پاک ﷺ کی برکت سے تکثیر المال کا اظہار ہوتا ہے۔ اس ایک بکری سے سبھی افراد نے دودھ پیا ام معبد کو اپنے گھر میں اپنے گھر کے

افراد کے لیے رکھنے کو بھی دیا۔ اور شام کے وقت اس کے شوہر نے جب یہ ساری داستان سنی اور دیکھی اور نبی پاک ﷺ کے کردار، حسن اور دست مبارک کے اس معجزہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

کتاب امان لسراقہ بن مالک (سراقہ بن مالک کو امان دینا)

اہلیان مکہ نے جب سر توڑ تلاش کے بعد ناکامی کا سامنا کیا تو نبی کریم ﷺ کی تلاش کرنے اور اس کی خبر دینے والے کیلئے سواونٹ اور قیمتی تحائف کا اعلان کر دیا۔ اتنے بیش قیمتی انعام کا اعلان سن کر بہت سے لالچی آپ ﷺ کی تلاش میں نکل پڑے اور کئی کئی روز تک مارے مارے پھرتے رہے۔ مگر ناکامی کے سوا کچھ مقدر نہ ہوا۔ ان لوگوں میں ایک سراقہ بن مالک بھی تھا، جو انعام کی خاطر تعاقب کرتا ہوا آپ ﷺ تک پہنچ گیا، مگر نبی کریم ﷺ کی دست مبارک کے اٹھنے سے وہ اپنے گھوڑے سمیت زمین میں دھسنے لگا۔ تو اس نے معافی کی درخواست کی اور ساتھ ایمان لانے کا اعلان کیا، جس کو نبی کریم ﷺ نے قبول فرمایا، اور سراقہ کو عامر بن فہیرہ سے امان لکھوا کر دینے کے ساتھ ساتھ اس کے آنے والے وقتوں میں خوشخبری کا بھی اعلان فرمایا۔

امام ابن عساکر نے سراقہ بن مالک کی دوران ہجرت ملاقات کو یوں ذکر کیا ہے:

”فذكر سراقه خبر هجرة النبي صلى الله عليه وسلم وقال فيه فقلت له إن قومك جعلوا فيك الدية أخبرتهم من أخبار سفرهم وما يريد الناس بهم وعرضت عليهم الزاد والمتاع فلم يرزوني منه شيئاً ولم يسألوني إلا أن أخف عنا فساءلته أن يكتب لي كتاب موادة آمن به فأمر عامر بن فهيرة فكتب لي في رقعة من أدبهم ثم مضى۔“ (۷)

”اس نے سراقہ کو کہتے سنا، تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی خبر کا ذکر کیا، تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے لیے خون بہادیت (سواونٹ) رکھی ہے۔ پھر میں نے وہ باتیں بیان کیں جو وہ لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں میں نے انہیں زاد و راہ اور کچھ سامان پیش کیا، لیکن انہوں نے نہ تو میرے مال میں کمی کی اور نہ کچھ مانگا ہی، البتہ یہ ضرور کہا: ”ہمارا حال لوگوں سے پوشیدہ رکھیں۔“ میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے لیے ایک تحریر امن لکھ دیں۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا جس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند امان لکھ دی اور پھر رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہو گئے۔“

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ امن کے داعی اور رحمت العالمین بن کر آئے ہیں کیونکہ جو آپ کو بری نیت سے ملا تھا آپ نے اس سے محبت سے ملاقات کی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ ساتھ میں اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عامر بن فہیرہ مکہ کے چند لکھنے والے لوگوں میں شامل تھے۔ یہ سند امان سراقہ بن مالک کو لکھ کر دی گئی اس میں امان دو طرح سے ہو سکتی ہے یا تو اس دنیا میں اسلامی سلطنت کی طرف سے ہر لحاظ سے امان یا پھر آخرت میں جہنم سے یا ممکن ہے اس میں وہ تحریر کیا گیا ہو جو نبی پاک ﷺ سراقہ کو کسری کے کنگن کی خوشخبری دی تھی۔ اس خوشخبری اور اس کی تکمیل کو محدثین نے اپنے کتب کے اندر ذکر کیا ہے۔

”وقال عليه الصلاة والسلام لسراقه: “كيف بك إذا لبست سوارى كسرى؟” فلما أتى بهما عمر البسهما إياه وقال: الحمد لله

الذی سلبہما کسری وألبسہما سراقۃ۔“ (۸)

”نبی پاک ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ کیسا وہ لمحہ ہو گا جب تم کسری کے کنگن پہنو گے۔ اور جب وہ کنگن آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں پہنائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ سراقہ کے ہاتھوں میں میں نے وہ کنگن پہنائے۔“

مباحث ہجرت اور تاریخ ابن کثیر

امام ابن کثیر اپنی کتاب میں مباحث ہجرت کے متعلق ابتداء سے قدم تک سفر ہجرت کی مختلف مباحث کو ذکر کرنے کیلئے، ابواب اور فصول قائم کرتے ہیں۔ اور اس زاویہ میں پہلا باب (بَابُ بَدْءِ الْهَجْرَةِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ) کے عنوان سے قائم کرتے ہیں۔ اس باب کے تحت ابتداء میں امام ابن کثیر ان روایات کو لے کر آتے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کو خواب میں ان کا مقام ہجرت دکھایا گیا۔ جو کہ درج ذیل روایات میں مذکور ہے:

”عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ: «لِلْمُسْلِمِينَ: «قَدْ أُرِيْتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ، أُرِيْتُ سَبْعَةَ ذَاتِ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ» فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَنْ كَانَ هَاجِرًا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔“ (۹)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قیام کے دوران مسلمانوں کو بتایا کہ مجھے تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے کہ دو شور زدہ علاقہ کھجوروں والادو کالی پتھریلی زمینوں کے درمیان واقع ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بیان فرمایا تو بعض صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حبشہ کے بعض مہاجر بھی مدینہ چلے آئے۔“

امام ابن کثیر اس حوالے سے امام بخاری کی کتاب سے ایک مضمون پیش کرتے ہیں جس کو امام بخاری نے اپنی کتاب میں ایک باب کے عنوان کے طور پر لکھا ہے اور وہ عنوان (قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ: «لِلْمُسْلِمِينَ: «قَدْ أُرِيْتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ، أُرِيْتُ سَبْعَةَ ذَاتِ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ» (نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا۔ تو میں نے خواب میں اپنے ہجرت کے مقام کو دیکھا میں نے اپنے آباء کے شہر کے درمیان کھجوروں کے باغات کو دیکھا۔) (۱۰)

امام ابن کثیر خواب میں جائے ہجرت دیکھائی جانے کے حوالے سے ایک روایت ذکر کرتے ہیں۔

”وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ يَهْمَانُ نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيَ إِلَى أُنْهَآ الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثُوبُ۔“ (۱۱)

”ابو موسیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خواب دکھایا گیا ہے کہ میں مکہ چھوڑ کر کھجوروں والے علاقے میں ہجرت کر رہا ہوں تو میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ مدینہ ہے یعنی یثرب۔“

مذکورہ بالا دونوں روایات کو امام ابن کثیر نے ذکر کیا ہے جو سنداً صحیح اور نبی پاک ﷺ کے جائے ہجرت کو بیان کرتی ہیں، اور ساتھ یہ ذکر کرنا

بھی ضروری ہے کہ پہلی روایت میں خواب میں نبی پاک ﷺ کو مدینہ پاک دکھایا گیا کا ذکر ہے، جبکہ دوسری روایت میں یمامہ اور یثرب کا اختیار دیا گیا، اب ان دونوں روایات میں تطبیق یہ ہوگی، کہ دو شہروں کے اختیار والا خواب پہلے کا ہے اور ایک مدینہ کی تخصیص دوسرے خواب میں کی گئی۔ اور ساتھ دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین حبشہ بھی اتباع نبوی میں مدینہ چلے آئے تھے۔

اس کے بعد امام ابن کثیر نے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مکہ اور حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اور اس بحث میں ایک فصل بعنوان (فَصْلٌ فِي سَبَبِ هِجْرَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفْسِهِ الْكَرِيمَةِ) نبی پاک ﷺ ہجرت کی اجازت کا سبب قائم کی ہے۔

اس عنوان کے ساتھ فصل قائم کرتے ہوئے امام ابن کثیر دو چیزوں کو ذکر کرتے ہیں، کہ مصائب اور پریشانی کے سبب اللہ پاک نے خود نبی پاک ﷺ کو دعا کی تلقین فرمائی، اور دوسرا یہ کہ ہجرت کا حکم اللہ پاک نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

دعا سکھانا اور دعا کی تلقین:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورۃ بنی اسرائیل میں ہجرت کے متعلق دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کو امام ابن کثیر نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا﴾" (۱۲)
 "اور اے حبیب! یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے پسندیدہ طریقے سے داخل فرما اور مجھے پسندیدہ طریقے سے نکال دے اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار قوت بنا دے۔"

امام ابن کثیر اپنی کتاب میں ایک عبارت لیکر آتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے دعا کی طرف رہنمائی فرمانے کے ساتھ ساتھ اذن دعا بھی دیا تھا۔
 "أَشَدُّهُ اللَّهُ وَاللَّهُمَّ أَنْ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ وَأَنْ يَجْعَلَ لَهُ مِمَّا هُوَ فِيهِ فَرَجًا قَرِيبًا وَمَخْرَجًا عَاجِلًا، فَأَذِنَ لَهُ تَعَالَى فِي الْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ النَّبَوِيَّةِ حَيْثُ الْأَنْصَارُ وَالْأَحْبَابُ، فَصَارَتْ لَهُ دَارًا وَقَرَارًا، وَأَهْلُهَا لَهُ أَنْصَارًا۔" (۱۳)

"اللہ پاک نے آپ ﷺ کی رہنمائی فرمائی اور آپ کو الہام کیا کہ یہ دعا پڑھیں۔ جب آپ رنج و الم میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو دور کر دے گا، اور جلد ہی راہ نجات پیدا کر دے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت فرمادی، جہاں آپ کے انصار و اعوان اور احباب موجود تھے۔ ہجرت کرنے کے بعد مدینہ آپ کا مقام ہوا اور اس کے باشندے آپ کے معاون اور مددگار ہوئے۔"

اس والی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کا سبب قلبی پریشانی تھا، اور قلبی پریشانی کا حل اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کی رحمت سے خواست گار ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے فضل کے امیدوار رہتے ہیں اور اس عبارت میں اہل یان مدینہ کو معاون اور دوست قرار دیا گیا ہے۔ اور احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہی انعامات قرآن پاک میں بھی دیے گئے۔ مکہ سے سفر کرنے

والوں کو مہاجرین اور مدینہ میں استقبال اور سہارا دینے والوں کو انصار (مددگار) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

گزشتہ آیت کی تفسیر

سورۃ بنی اسرائیل کی دعا والی آیت کے متعلق امام ابن کثیر مختلف اقوال نقل کرتے ہیں جو شہر ہجرت کے ساتھ ساتھ نتائج ہجرت کو بھی ظاہر کرتی ہے۔

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، فَأَمَرَ بِالْهَجْرَةِ وَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ﴿وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾ (۱۴)

”نبی پاک ﷺ مکہ میں تھے تو ہجرت کا حکم آیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اے حبیب! یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے پسندیدہ طریقے سے داخل فرما اور مجھے پسندیدہ طریقے سے نکال دے اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار قوت بنا دے۔“

اور اسی آیت کے متعلق امام ابن کثیر نے مختلف تفسیری اقوال ذکر کیے ہیں۔

"وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿ادْخُلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ﴾ الْمَدِيْنَةُ ﴿وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ﴾ الْهَجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ ﴿وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾ كِتَابَ اللَّهِ وَفَرَايَضَهُ وَحُدُوْدَهُ۔“ (۱۵)

”قنادہ کہتے ہیں (ادخلنی مدخل صدق) سے مراد مدینہ میں دخول (اخرجنی) سے مراد مکہ سے نکلنا اور (واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً) سے مراد کتاب اللہ حدود فرايض۔“

”رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔ آپ کو ہجرت کا ارشاد ہوا اور آپ پر یہ دعا نازل ہوئی:

﴿وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾“ (۱۶)

بقول قنادہ رحمہ اللہ ”ادخلنی مدخل صدق“ سے مراد مدینہ ہے، اور ”مخرج صدق“ سے مراد مکہ سے ہجرت ہے، اور ”سلطاناً نصیراً“ سے مراد قرآن اور اس کے احکام و حدود ہیں۔ (۱۷)

یہاں پر امام ابن کثیر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت کی تفسیر میں اس آیت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے مکہ سے خروج مدینہ میں دخول اور اسلامی سلطنت کے قیام و عروج کو بیان کیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کا سبب اسلامی قوانین پر عملداری کے ساتھ ساتھ اس کو پورے زمانہ عالم تک پہنچانا تھا۔

”ہاجر رسول اللہ ﷺ فی شہر ربیع الاول“ (آپ ﷺ کا ہجرت کرنا)

امام ابن کثیر نے نبی پاک ﷺ کی ہجرت کے متعلق لکھا ہے کہ یہ سفر ربیع الاول میں مکمل ہوا اور اس دن پیر کا دن تھا۔

"وَقَدْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ سَنَةِ ثَلَاثِ عَشْرَةَ مِنْ بَعَثْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ كَمَا رَوَاهُ الْاِمَامُ أَحْمَدُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ: وَلِدَ نَبِيُّكُمْ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَنَبِيُّ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ، وَدَخَلَ

الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَتُوفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ۔" (۱۸)

”آپ ﷺ نے پیر کے روز ماہ ربیع الاول ۱۳ بعثت نبوی میں ہجرت کی، جیسا کہ امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا اے مسلمانو! تمہارے نبی سوموار کو پیدا ہوئے، اسی روز آپ نے مکہ سے ہجرت کی، سوموار کو ہی نبوت سے سرفراز ہوئے اسی روز مدینہ میں داخل ہوئے اور سوموار کو ہی فوت ہوئے۔“

اس بحث میں امام ابن کثیر کے مطابق ہجرت کی ابتداء اور تکمیل ربیع الاول میں ہوئی، اور یہ نبوت کا تیر ہواں سال تھا، اس عبارت سے پیر کے دن کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ بہت سے اہم اور مبارک کام اسی دن میں انجام پائے۔

هَجْرَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفْسِهِ الْكَرِيمَةِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ " (رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ ہجرت کرنا)

امام ابن کثیر اس بحث میں نبی کریم ﷺ کی ہجرت اور آپ کی معیت میں ابو بکر صدیق کا سفر کرنا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ہجری تقویم کے آغاز کا بھی ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہجری سال کو ہجرت مدینہ سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔

"وَذَلِكَ أَوَّلُ النَّارِخِ الْإِسْلَامِيِّ كَمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِي الدَّوْلَةِ الْعُمَرَاءِ كَمَا بَيَّنَّا فِي سِيرَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. قَالَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ ثَنَا زَوْجُنَا هِشَامٌ ثَنَا عِكْرَمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ فِيهَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ يَوْمًا إِلَى يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً۔" (۱۹)

”یہ واقعہ تاریخ اسلامی کا آغاز ہے جیسا کہ خلافت فاروقی میں اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہوا۔ جو کہ ہم نے سیرت عمر رضی اللہ عنہ میں بیان کیا ہے۔ امام بخاری (مطرب بن فضل، روح، هشام، عکرمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، تیرہ سال مکہ میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا ارشاد ہوا، آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اور ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔“

اس بحث سے معلوم ہوا کہ ہجری تقویم کا آغاز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا اور اس کو ہجرت کے سال کے مطابق لازم کیا گیا، اور میلادی تاریخ کو عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس عبارت میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے، ان کے سالوں کا ذکر کیا ہے اور آخر پر آپ ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر کو ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کیلئے تیاری

ہجرت کا اذن عام مل جانے کے بعد نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو انتظار کرنے اور اللہ کا حکم آنے تک رکے رہنے کا حکم دیا اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سفر کے لیے تیاری کرنے لگے آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کی ضروریات کے مطابق اس

سفر کے لیے سواری، کھانا اور بالخصوص رہنما کو مقرر کیا اس سارے کام کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مالی اخراجات کو خود برداشت کیا آپ ﷺ کی اس تیاری کے متعلق امام ابن کثیر لکھتے ہیں۔

"وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ حِينَ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهَجْرَةِ فَقَالَ لَهُ: لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لَكَ صَاحِبًا، قَدْ طَلَعَ بِأَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَامًا يَغْنِي نَفْسَهُ، فَابْتَغَ رَاحِلَتَيْنِ فَحَبَسَهُمَا فِي دَارِهِ يَغْلِفُهُمَا إِغْدَاذًا لِذَلِكَ" - (۲۰)

”رسول اللہ ﷺ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا بخلت نہ کیجئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا کوئی ساتھی میسر کر دے۔ یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امید ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ ہی ساتھی ہوں گے، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو سواریاں خریدیں، ان کو گھر میں چارہ ڈالتے رہے اور انہیں سفر کے لئے تیار کرتے رہے۔“

ہجرت کے باب میں حضرت ابو بکر صدیق کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اس میں حضرت ابو بکر صدیق کی جان، اولاد، مال، سب کچھ خدمت رسول میں لگا ہوا تھا، آپ کا بیٹا عبد اللہ، غلام فمیرہ اور بیٹی اسماء بنفس نفیس ہجرت کے اس سفر میں خدمت پر مامور تھے۔ اور آپ نے اپنے مال سے جو اونٹنیاں خریدی تھیں۔ ان کو اس سفر کے لیے غار ثور پر حضرت عامر بن فمیرہ لے کر آئے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ الہی اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں خاصی اہمیت ہونے کے سبب آپ کو اس سفر میں معیت سے نوازا گیا، اور ہجرت کے سفر میں ابو بکر صدیق کی خدمات کی ایک طویل فہرست ہے۔

ام معبد اور ان کا قصہ

غار ثور سے نکلنے کے بعد مدینہ کی طرف سفر کا آغاز ہوا اور اسے کی تکالیف اور ایام کے گزرنے کے ساتھ ساتھ راستے کا توشہ دان ختم ہو گیا تو اسی دوران ایک جھوپڑی کے پاس سے گزر ہوا جس میں ایک ضعیف خاتون رہتی تھی جس کا نام ام معبد تھا۔ نبی پاک ﷺ اور مہاجرین اس کے گھر گئے اور کھانے کے لیے کچھ طلب کیا اور اسی تناظر میں نبی پاک ﷺ کے دست مبارک کی برکات ظاہر ہوئیں جن کو امام ابن کثیر نے یوں بیان کیا۔

"وَاجْتَاَزَ فِي مَرْوَرِهِ عَلَى أُمِّ مَعْبِدٍ بِنْتِ كَعْبٍ مِنْ بَنِي كَعْبٍ بْنِ خَزَاعَةَ" "وَهَذِهِ قِصَّةُ أُمِّ مَعْبِدٍ الْخُزَاعِيَّةِ، قَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: فَتَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَبِيبَتِهِ أُمِّ مَعْبِدٍ وَاسْمُهَا عَاتِكَةُ بِنْتُ خَلْفِ بْنِ مَعْبِدٍ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ أَصْرَمَ فَأَزَادُوا الْغُرَى فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ وَلَا لَنَا مِئْثَةٌ وَلَا لَنَا شَاةٌ إِلَّا حَائِلٌ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ غَنِيمَتِهَا فَمَسَحَ بِهَا وَدَعَا اللَّهَ وَحَلَبَ فِي الْعُشِيِّ حَتَّى أَزْغَى وَقَالَ «أَشْرِبِي يَا أُمُّ مَعْبِدٍ» فَقَالَتْ أَشْرَبُ بِكَ فَأَتَتْ أَهْلَ قَرْيَتِهَا فَشَرِبَتْ، ثُمَّ دَعَا بِحَائِلٍ أُخْرَى فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهَا فَشَرِبَتْ، ثُمَّ دَعَا بِحَائِلٍ أُخْرَى فَفَعَلَ بِهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَشَقَى ذَلِكَ، ثُمَّ دَعَا بِحَائِلٍ أُخْرَى فَفَعَلَ بِهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَشَقَى ذَلِكَ فَسَأَلُوا عَنْهُ أَوْ تَزَوَّجَ. وَطَلَبَتْ قُرَيْشٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَّغُوا أُمَّ مَعْبِدٍ فَسَأَلُوا عَنْهُ

فَقَالُوا أَرَأَيْتَ مِمَّا دَنَا مِنْ حَلِيتِهِ كَذَا كَذَا؟ فَوَضَعُوهُ لَهَا. فَقَالَتْ: مَا أَدْرِي مَا تَقُولُونَ، قَدِمْنَا فِتَى حَالِبِ الْحَائِلِ. قَالَتْ قُرَيْشٌ: قَدْ أَلَاكَ الَّذِي نُزِيدُ۔" (۲۱)

”مکہ سے مدینہ ہجرت کے دوران راستہ میں آپ ﷺ ام معبد بنت کعب جو کہ بنی کعب بن خزاعہ سے تھیں۔ آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے۔ یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام معبد عاتکہ بنت خلف کے خیمہ میں فروکش ہوئے، اس سے کھانا طلب کیا تو اس نے کہا واللہ! ہمارے پاس کھانا ہے نہ دودھیل بکری، صرف یہی ایک حائل اور بانجھ بکری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری منگوائی اس کے تھن صاف کر کے اللہ سے دعا کی اور ایک بڑے پیالہ میں اس کا دودھ نکالا یہاں تک کہ اس پر جھاگ آگئی اور فرمایا: اے ام معبد! پی لو، انہوں نے عرض کیا آپ ہی نوش فرمائے، آپ ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں، آپ ﷺ نے پھر اس کو تھما دیا اور اس نے پی لیا پھر آپ نے دوبارہ بکری کی طرف توجہ کی اور دودھ نکال کر خود نوش فرمایا اور اس کے بعد دوبارہ دودھ نکال کر ساتھی مہاجرین کو پلایا اور اس کے بعد پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور قریش، رسول اللہ ﷺ کے تعاقب اور جستجو میں تھے۔ ام معبد کے پاس آئے تو اس سے پوچھا کیا تم نے محمد کو دیکھا ہے ان کا حلیہ ایسا ایسا ہے اور آپ کے اوصاف و شمائل بھی بتائے تو اس نے کہا مجھے تمہاری بات سمجھ میں نہیں آتی، ہمارے پاس ایک توجوان حائل بکریوں کو دوسنے والا آیا تھا قریش نے کہا ہم اس کے طلب گار ہیں۔“

یہ والا واقعہ سفر کی تنگیوں اور مشکلات کو ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ نبی پاک ﷺ کے کمالات و معجزات کا بھی شاہد ہے، کہ دست مبارک کے معجزہ سے خشک تھنوں کا دودھ سے بھر جانا، اور زبان کی مٹھاس، چہرے کے حسن سے اہل خانہ کا متبع دین ہو جانا نبی کے کمالات کو ظاہر کرتا ہے۔ واضح ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو درجنوں محدثین اور اہل سیر نے اپنی کتب میں ہجرت مدینہ کے باب میں تحریر کیا ہے۔

"فَصَلِّ فِي دُخُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَدِينَةَ وَأَيُّنَ اسْتَقَرَّ مَنْزِلُهُ بِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ" (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدینہ میں داخل ہونا اور آپ کا فروکش ہونا)

اس فصل میں امام ابن کثیر نے دخول مدینہ کے ساتھ اس جگہ کا بھی ذکر کیا ہے، جہاں سب سے پہلے آپ رکے اور اپنی منزل بنایا، اس فصل میں نبی پاک ﷺ دخول مدینہ کے وقت اہلیان مدینہ کے استقبال کے انداز کو بھی بیان کرتے ہیں۔

"قُلْتُ: وَلَعَلَّ ذَلِكَ كَانَ بَعْدَ الزَّوَالِ لِمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ فِي حَدِيثِ الْهَجْرَةِ قَالَ فَقَدِمْنَا لَيْلًا فَتَنَازَعَهُ الْقَوْمُ أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنْزِلْ عَلَى نَبِيِّ النَّجَّارِ أَخُوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَكْرَمُهُمْ بِذَلِكَ" وَهَذَا۔" (۲۲)

”میں (ابن کثیر) کہتا ہوں ممکن ہے یہ بعد از زوال ہو کیونکہ ایک متفق علیہ روایت میں ہے جو (اسرائیل از ابو اسحاق از براء بن عازب از ابو بکر رضی اللہ عنہ) ہجرت کے متعلق مروی ہے کہ ہم رات کے وقت آئے تو انصار میں نزاع پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کس کے مہمان ہوں، تو آپ نے فرمایا میں رات عبدالمطلب کے ننھیال بنی نجار کے ہاں ان کی تعظیم و تکریم کی خاطر بسر کروں گا۔“

اس بحث میں نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں داخلہ کے وقت لوگوں کی خواہش کے اظہار کو ذکر کرتے ہوئے، آپ کی پہلی منزل آپ کے ننھیال کو روایت کیا گیا ہے، جس سے آپ ﷺ کا اپنے ننھیال کے ساتھ قلبی تعلق ظاہر ہونے کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی کے رشتوں میں ننھیال کی عزت واضح ہوتی ہے۔ ساتھ یہ بھی کہ اہلیان مدینہ میں سے ہر کسی کی خواہش تھی کہ نبی پاک ہمارے مہمان ہیں۔

امام ابن کثیر نے نبی پاک ﷺ کی مدینہ پاک آمد کے وقت سینکڑوں افراد کے استقبال کرنے کے انداز کو بیان فرمایا۔

نعرہ تکبیر کی صدائیں

اہل مدینہ نے نبی پاک ﷺ کو جب مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو اہلیان عرب کے فرحت اور رحمت الہی کے حصول کے موقع پر انداز وارفستگی کے مطابق نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند کی جن کو امام ابن کثیر نے یوں بیان کیا ہے۔

"عَنْ أَبِي بَكْرٍ فِي حَدِيثِ الْهَجْرَةِ. قَالَ: وَخَرَجَ النَّاسُ حِينَ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي الطَّرِيقِ وَعَلَى الْبُيُوتِ وَالْعُلُفَانِ وَالْحُدُودِ يَقُولُونَ: اللَّهُ أَكْبَرُ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ جَاءَ مُحَمَّدٌ، اللَّهُ أَكْبَرُ جَاءَ مُحَمَّدٌ، اللَّهُ أَكْبَرُ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ. فَلَمَّا أَصْبَحَ انْطَلَقَ وَذَهَبَ حَيْثُ أُمِرَ۔" (۲۳)

”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہجرت میں روایت کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینہ آئے، تو مرد گھروں سے نکل کر سڑکوں پر آگئے اور خواتین چھتوں پر، بچے اور خدام نعرے لگا رہے تھے۔ ”اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے“، ”اللہ اکبر محمد تشریف لے آئے“، ”اللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے“۔ پھر آپ ﷺ دوسرے روز بحکم الہی وہاں سے روانہ ہوئے۔“

آغاز سفر سے ہی اہل مدینہ کو خبر ہو چکی تھی اور وہ ہر روز صبح سے لے کر شام تک مدینہ سے باہر نکل کر انتظار کرتے اور شام کو اپنے گھروں کو لوٹتے، اور جیسے نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، تو اہلیان مدینہ نے فرحت کا اظہار کرتے ہوئے، مرحبا اور تکبیر (اللہ اکبر) کی صدائیں بلند کیں۔ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرحت کے وقت اللہ کا نام بلند کرنا چاہیے یا پھر رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کیونکہ یہ انداز صحابہ ہے۔

خواتین اور بچوں کے استقبالیہ اشعار

مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین اور بچوں نے بھی اپنے انداز میں استقبال کیا اور خوش آمدید کو اپنے الفاظ میں ذکر کیا اور آپ کی آمد کو چاند کے طلوع ہونے سے تشبیہ دی۔ جس کو امام ابن کثیر نے یوں ذکر کیا۔

"أَبَا خَلِيفَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَائِشَةَ يَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ جَعَلَ الْمَنَاءُ وَالصَّبَبَانُ يَقُولَانِ: طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا... مِنْ قُبَيَّاتِ الْوَدَاعِ وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا... مَا دَعَا اللَّهُ دَاعٍ (۲۳)

”ابو خلیفہ، ابن عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور خواتین اور بچے کہہ رہے تھے:

”بدر منیر نکل آیا، کوہ وداع کی گھاٹیوں سے۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔“
امام ابن کثیر اپنی کتاب میں سفر ہجرت کو اہتمام سے بیان کرتے ہیں، اور اس حوالہ سے اس کی ممکنہ تمام اسباب کا احاطہ کرتے ہوئے، ابتداء سے لے کر آخر تک تمام تاریخی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔

ماخوذ مباحث ہجرت کا تجزیاتی مطالعہ

اس فصل میں مذکور امام ابن کثیر اور امام ابن عساکر کی بیان کردہ مباحث سفر ہجرت میں بعض جگہوں پر مطابقت اور بعض جگہوں پر تفرّد پایا جاتا ہے، اسی ضمن میں تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

• امام ابن عساکر نے اس سفر کے متعلق کوئی مستقل باب یا فصل قائم نہیں کی البتہ مختلف فصول میں اس سفر کے متعلق واقعات سے مباحث کو اخذ کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف امام ابن کثیر اس سفر کے متعلق دو ابواب بعنوانان (باب بدء الهجرة من مكة الى المدينة) اور (باب هجرة رسول الله ﷺ بنفسه الكريمه من مكة الى المدينة ومعه ابی بکر الصديق) لکھتے ہوئے اس کی فصول قائم کرتے ہیں۔ جو کہ (فصل في دخوله عليه الصلاة والسلام المدينة واین استقر بمنزله جهاو ما يتعلق به) اور دوسری فصل بعنوان (فصل في سبب هجرة رسول الله ﷺ بنفسه الكريمه) ذکر کیں ہیں۔

• اس سفر کے متعلق امام ابن کثیر نے ہجرت کے سفر کی تاریخ اور اس کے مہینے کا ذکر کرتے ہوئے، ساتھ ہی ساتھ اس کے اسباب کا تذکرہ بھی کیا ہے، اور اس کے علاوہ ہجرت کیلئے نبی پاک ﷺ کے خواب اور اللہ پاک کی طرف سے ہجرت کے لیے سکھائی ہوئی دعا کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے متعلق تفسیری اقوال کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف امام ابن عساکر کی تاریخ میں اس بارے میں بھی منقول نہیں ہے۔

• امام ابن کثیر نے سفر ہجرت کے آغاز کے متعلق بحث کرتے ہوئے، حضرت ابو بکر صدیق کی اس سفر کیلئے تیاری کو اہتمام کے ساتھ ذکر کیا، اس ضمن میں ابو بکر صدیق کے آغاز سفر سے انتہاء سفر تک آپ رضی اللہ عنہ کے جذبات اور خدمات کو تحریر کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب امام ابن عساکر کی کتاب میں ضمنیہ بحث ملتی ہے کہ سفر ہجرت میں ابو بکر صدیق، نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے، اور اس سفر میں آپ رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ اریقط بھی شامل تھے۔ اس ذکر میں امام ابن عساکر نے ایک جملہ میں اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ آغاز سفر میں آپ ﷺ غار ثور میں رکے تو آسمان بنت ابی بکر غار تک کھانا پہنچاتی تھیں۔

• سفر کے حالات کے تذکرہ میں دونوں آئمہ نے ام معبد کے گھر نبی پاک ﷺ کا تشریف لے جانا اور وہاں پر آپ ﷺ سے برکات کا ظہور ہونا ذکر کیا ہے۔

• امام ابن عساکر کی کتاب میں احوال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں یہ بحث بھی مذکور ہے کہ حضرت علی، بستر رسول پر آرام فرما ہوئے، جبکہ امام ابن کثیر اس متعلق کچھ تحریر نہیں کرتے۔

• دوران سفر سراقہ بن مالک کی ملاقات کو امام ابن عساکر نے تحریر کیا ہے، جبکہ امام ابن کثیر اس حوالہ سے خاموش ہیں۔

- امام ابن کثیر اپنی کتاب میں نبی پاک ﷺ کے دخول مدینہ کے متعلق مختلف ابحاث کو ذکر کرتے ہیں، جبکہ امام ابن عساکر اس حوالہ سے کچھ بھی تذکرہ نہیں کرتے۔ اس حوالہ سے امام ابن کثیر کی ابحاث درج ذیل ہیں:
- اہل مدینہ کا نبی پاک ﷺ کے انتظار کیلئے روز اپنے گھروں سے نکلنا۔ اور استقبال نبی میں اہل مدینہ کا فرحت کے اظہار میں تکبیر اور اشعار پڑھنا۔
- اس کے ساتھ ہی اہل مدینہ کی اس خواہش کو بھی ذکر کرتے ہیں، جو نبی پاک ﷺ کو اپنے اپنے گھروں میں لے جانے کیلئے تھی۔ اور اس ضمن میں نبی پاک ﷺ کے اپنے ننھیال میں رکنے اور ناقہ کے مامور بہ ہونے کا فرمان بھی ذکر کرتے ہیں۔

نتیجہ البحث

اس فصل میں ہجرت کے واقعات سے متعلق مباحث کا تذکرہ کیا گیا ہے، ہجرت کے متعلق امام ابن کثیر نے باقاعدہ تبویب اور تفصیل کی ہے۔ جبکہ امام ابن عساکر اس کے متعلق تفصیل تو ذکر نہیں کرتے البتہ سفر سے متعلق کچھ واقعات مختلف جگہوں سے ملتے ہیں۔ امام ابن کثیر نے دو باب اور فصلوں کے اندر ہجرت کی تاریخ، سبب ہجرت، وقت ہجرت، مہینہ، جائے ہجرت، دعائے ہجرت، معیت ابو بکر، خدمات ابی بکر، واقعات سفر ہجرت، واقعہ ام معبد، قدوم مدینہ، استقبال مدینہ، استقرار مدینہ، انتظار اہلیان مدینہ وغیرہ مباحث کو ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام ابن عساکر کی کتاب میں اس حوالہ سے صرف معیت ابی بکر، قیام غار ثور، خدمات اسماء بنت ابی بکر، بستر رسول پر حضرت علی کا لیٹنا، ام معبد سے ملاقات، سراقہ بن مالک کیلئے امان کا تحریر کرنا مذکور ہے۔ اس کے علاوہ سفر ہجرت کے متعلق امام ابن عساکر کچھ تحریر نہیں کرتے۔

حوالہ جات

1. ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ مدینہ و دمشق، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۵ء، ج 3، ص 314
2. ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار الفکر بیروت، ۱۹۷۸ء، ج 1، ص 488
3. ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ مدینہ و دمشق، ج ۲، ص ۶۸
4. سورۃ البقرۃ: 207
5. ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ مدینہ و دمشق، ج 3، ص 150
6. ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج 1، ص 485
7. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر، دمشق، ۱۹۹۳ء، الرقم: 3695
8. ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ مدینہ و دمشق، ج ۳، ص ۳۱۶
9. حاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الحجۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء، الرقم: 4284،
7. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب ہجرۃ النبی ﷺ، الرقم: 3693
8. زرقانی، شرح زرقانی علی المواہب الدنیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، سن ۱۰، ج ۱۰، ص ۱۲۹
9. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، ۱۹۹۱ء، ج ۳، ص ۱۶۸

- البیہقی، احمد بن حسین، سنن الکبریٰ للبیہقی، احمد بن حسین، باب الاذن للہجرة، قاہرہ، الرقم: 17796
10. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج 5، ص 49
11. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، ج 3، ص ۱۶۸
- ابن عوانہ، مستخرج ابی عوانہ، یعقوب بن اسحاق، الجامعة الاسلامیہ، سعودیہ عربیہ 2014ء، الرقم: 10039
12. سورۃ بنی اسرائیل 80:17
13. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، ۱۹۹۱ء، جلد 3، ص 174
14. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، باب من سورۃ بنی اسرائیل، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1996ء، الرقم: 3139
- سورۃ بنی اسرائیل 80:17
15. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، ج 3، ص 175
16. سورۃ بنی اسرائیل 80:17
17. الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تائیل القرآن تحت ہذہ الآیۃ، الاسراء: 17، 83، دار ہجر للطباعة والنشر، ۲۰۰۱م
18. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، ج 3، ص ۱۷۷
- الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر للطبرانی، مکتبہ ابن تیمیہ، 1994ء، الرقم: 12984
19. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 3، ص 177
- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب ہجرۃ النبی، الرقم: 3689
20. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 3، ص 177
- ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج 1، ص 484
21. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 3، ص 190، 191
- الاصمبانی، ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ، دلائل النبوة للاصبغی، دار النفائس، بیروت، ۱۹۸۶ء، الرقم: 238
22. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 3، ص 196
- حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند ابی بکر صدیق، دار الحدیث القاہرہ، ۱۹۹۵م، الرقم: 3
23. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 3، ص 197
- حنبل، احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند ابی بکر صدیق، الرقم: 3
24. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، جلد 3، ص ۱۹۸

References

1. Ibn 'Asakir, 'Ali ibn al-Hasan, Tarikh-i-Madinah and Damascus, Dar-ul-Fikr, Beirut, 1995, vol. 3, p. 314
Ibn Hisham, 'Abd al-Malik ibn Hisham, al-Sirat al-Nabawiyah, Dar-ul-Fikr, Beirut, 1978, vol. 1, p. 488
2. Ibn 'Asakir, 'Ali ibn al-Hasan, Tarikh al-Madinah and Damascus, vol. 42, p. 68
3. Al-Baqarah 2:207

4. Ibn 'Asakir, 'Ali ibn al-Hasan, Tarikh al-Madinah and Damascus, vol. 3, p. 150
Ibn Hisham, 'Abd al-Malik ibn Hisham, al-Sirat al-Nabawiyyah, vol. 1, p. 485.
5. Al-Bukhaari, Muhammad ibn Isma'il, al-Jami al-Sahih, Dar ibn Kathir, Damascus, 1993, al-Rakam: 3695
6. Ibn 'Asakir, 'Ali ibn al-Hasan, Tarikh al-Madinah and Damascus, vol. 3, p. 316
Hakim, Muhammad bin Abdullah, Al-Mustadrak Ali al-Sahihin, Kitab al-Hijra, Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1990, al-Raqim: 4284.
7. Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, Al-Jami' al-Sahih, Bab Hijri of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him), no. 3693
8. Zarqani, Sharh Zarqaani Ali al-Muwahhab al-Diniyah, Dar-ul-Kutub Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, sn, vol. 10, p. 129
9. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, Maktaba al-Ma'arif, Beirut, 1991, vol. 3, p. 168
Al-Bayhaqi, Ahmad ibn Husayn, Sunan al-Kubra al-Bayhaqi, Ahmad ibn Husayn, Bab al-Azan al-Hijra, Cairo, 17796
10. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, vol. 5, p. 49
11. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, vol. 3, p. 168.
Abi Awana, Mustakharaj Abi Awana, Ya'qub bin Ishaq, Al-Jamiat al-Islamiyya, Saudi Arabia, 2014, Al-Raqim: 10039
12. Surah Bani Israel 17:80
13. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, Maktaba al-Ma'arif, Beirut, 1991, vol. 3, p. 174
14. Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Sunan Al-Tirmidhi, Bab Min Surah Bani Israel, Dar-ul-Gharb al-Islami, Beirut, 1996, Al-Raqim: 3139
Surah Bani Israel 17:80
15. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, p. 175
16. Surah Bani Israel 17:80
17. Al-Tabari, Muhammad bin Jarir, Jami al-Bayan fi Taweel al-Qur'an under Hadha al-Ayyah, al-Asra: 83, 17, Dar-e-Hijr al-Taba'a wa'l-Nashr, 2001.
18. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, p. 177
Al-Tabarani, Suleiman ibn Ahmad, al-Mu'jam al-Kabir al-Tabarani, Maktaba Ibn Taymiyah, 1994, al-Raqim: 12984
19. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, p. 177
Al-Bukhaari, Muhammad ibn Isma'il, al-Jami al-Sahih, Bab Hijrat-un-Nabi, al-Rakam: 3689
20. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, p. 177
Ibn Hisham, 'Abd al-Malik ibn Hisham, vol. 1, p. 484.
21. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, pp. 191,190
Al-Asbahani, Abu Naeem, Ahmad bin Abdullah, Da'il al-Nabawat al-Lasbahani, Dar al-Nafais, Beirut, 1986, al-Raqim: 238
22. Ibn Kathir, Isma'il ibn 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, p. 196
Hanbal, Ahmad bin Hanbal, Musnad Ahmad, Musnad Abi Bakr Siddiq, Dar-ul-Hadith al-Qahra, 1995, al-Raqim: 3
23. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihaya, vol. 3, p. 197
Martyrdom of Imam Hussain (PBUH)
24. Ibn Kathir, Isma'il b. 'Umar, al-Badayah wa'l-Nihayah, vol. 3, p. 198